نمبر ۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۳ جنوری ۱۹۰۸ء مطابق ۲۵ ذوالحجہ ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۲

قرآن مجید کے ترجمہ کی اشاعت کا سوال فیصلہ ہو گیا

چاہا گیا تھا کہ حضرت حکیم الامۃ کا ترجمہ قرآن مجید معہ مفید نوٹون اور حواشی کے ایک حمایل اور قرآن شریف کے ساتھ چھاپا جاوے مگر مین فی الحال یہ اعلان کرنے پر مجبور ہون کہ جب تک اللہ تعالیٰ چاہے مین اس کام کو ملتوی کرتا ہون اسکی وجہ یہ ہی کہ منشی عبدالرشید صاحب مالک مطبع احمدی میرٹھ نے جب مجھ سی گفتگو کی ہے۔ تو مجھ صاف طور پر یہی معلوم ہوا تھا۔ کہ وہ آئیندہ اس کام کو نہین کرینگے۔ اور اسی بنا پر انہون نے اپنی لکھوائی ہوئی حمایل مجھ دیدی تھی۔ مگر بعد مین خط و کتابت کے ذریعہ سے معلوم ہوا۔ کہ انہون نے اپنا ارادہ فسخ نہین کیا وہ مولوی صاحب کے ترجمہ کو جسطرح ان سی ممکن ہوگا چھاپین گے۔ اور ایک پارہ وہ پہلے بھی شایع کر چکے ہین۔ ایسی حالت اور صورت مین مین نے مناسب نہین سمجھا۔ کہ ایک کام کو دو آدمی شروع کر دین۔ اس لئے مین نے اپنے ارادہ کو کسی دوسرے وقت تک ملتوی کر دیا ہے جب تک اللہ تعالےٰ چاہے۔ اور پھر جس رنگ اور جس صورت مین وہ چاہیگا مدد کریگا۔ اور محض اپنے فضل سے توفیق اور تائید کریگا۔ یہ میرا اپنا یقین اور تجربہ ہے مین جانتا ہون میرے اس اعلان پر بعض کم حوصلہ اور واقعات پر غور نہ کرنے والے مختلف قسم کی رائے زنیان کرین گے۔ مگر یہ ان کی اپنی سمجھ اور دانش ہی۔ مجھ اسپر اعتراض کرنے یا اس سی ناراض ہونے کی کوئی وجہ نہین ہے۔ وہ جو چاہین کہین۔ مین ہرگز یہ پسند نہین کرتا۔ کہ منشی عبدالرشید بھی اس کام کو کرین اور مین بھی اس کام کو لے بیٹھون۔ مین تو تقسیم محنت کے اصول کو مبارک سمجھتا ہون میری غرض اس سی یہ تھی۔ کہ ترجمہ کی اشاعت ہو جب ایک شخص اس کے لئے ہمہ تن طیاری ظاہر کرتا ہے تو پھر مین بے سر و سامانی کی حالت مین اس پر ہاتھ ڈالون۔ یہ سراسر نادانی ہے۔ اس لئے مین منشی عبدالرشید صاحب کو مبارک باد دیتا ہون۔ کہ انہون نے ترجمہ کی **اشاعت** کا کام اپنے ذمہ لیا ہے۔ اب شاید بعض لوگ یہ کہین۔ کہ ایڈیٹر الحکم نے جب **ترجمہ قرآن مجید** کے لئے پہلے سوال اُٹھایا تھا۔ تو اس مین حضرت حکیم الامت کے ترجمہ کا ذکر نہ تھا۔ بلکہ **شاہ رفیع الدین** صاحب کے مقبول ترجمہ کا اظہار کیا تھا۔ البتہ بعض مقامات پر نوٹ دینے کا ارادہ بتایا تھا۔ اس لئے اب اگر منشی عبدالرشید صاحب حضرت حکیم الامۃ کا ترجمہ چھاپین۔ تو کیون کارخانہ الحکم سی وہی مجوزہ ترجمہ شایع نہ ہو جائے۔

یہ بالکل درست ہی۔ کہ مین نے اول مرتبہ اعلان کیا تھا۔ تو میرے زیر نظر یہی امر تھا۔ پھر اسی تجویز مین منشی عبدالرشید صاحب سی گفتگو کرنے کے بعد اضافہ ہوا۔ اور وہ تجویز مین نے بجائے خود ملتوی نہین کی ہی۔ مین اس کے سامان اور اسباب کیلئے ساعی رہونگا اور جس وقت کام شروع کرنے کا موقع مجھ ملگیا۔ وہ انشاء اللہ شروع ہو جائیگا۔ اس کے لئے مین اپنے ناظرین کو مایوس نہین کرتا۔ ہان اس کو ختم کرتے ہوئے مین یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری سمجھتا ہون۔ کہ جبتک ترجمہ قرآن مجید کے سامان اللہ تعالیٰ بہم پہنچاے اور اسکی رحمت اور نیکی کے فرشتے میری مدد کرین مین محض اسی کے فضل سی توفیق پاکر یہ خوشخبری اپنے ناظرین کو پہنچاتا ہون۔ کہ وہ ۲۰ مارچ ۱۹۰۸ء تک سورہ آل عمران کی تفسیر پڑھکر انشاء اللہ محظوظ ہونگے۔ جو تفسیر القرآن کے سلسلہ مین چھپ رہی تھی سورہ **بقرہ** کی مکمل تفسیر پہلے پہنچ چکی ہی۔ اور سورہ آل عمران کی پوری تفسیر **یکدم** ۲۰ مارچ ۱۹۰۸ء تک انشاء اللہ شایع ہو جائیگی۔ اور میرا خیال ہی۔ کہ ناظرین یہ اچھی تلافی سمجھین گے اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرے کیونکہ اُسی کی تائید اور توفیق سے ہوگا جو کچھ ہوگا۔

سالانہ جلسہ کے اجمالی حالات

(رپورٹ صدر انجمن احمدیہ قادیان)

کسی انسٹی ٹیوشن کی سالانہ رپورٹ ہمیشہ دلچسپی سے دیکھی جاتی ہے اور میری اپنی سمجھ اور رائے کے موافق سالانہ رپورٹ کا چھاپ کر تقسیم کرنا مفید اور مُبارک ہوتا ہے اس سے جہاں عام پبلک سلسلہ کے حالات سے واقف ہوتی ہے وہاں سلسلہ کے مفید اور مُبارک کاموں میں حصّہ لینے کے لئے طیار ہو جاتی ہے۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ جن درسگاہوں اور سوسائیٹیوں کی سالانہ رپورٹیں شایع ہوتی ہیں۔ عام لوگوں میں اس کے متعلق عام دلچسپی پیدا ہوئی ہے۔ اس لحاظ سے یہ ایک ضروری امر ہے کہ ہمارے سلسلے کے ان کاموں کی جو قومی کاموں کے رنگ میں ہو رہے ہیں باضابطہ ایک رپورٹ مرتب ہو کر اگر کثرت سے نہیں تو کم از کم اپنی جماعت میں اس کی ہزاروں کاپیاں شائع ہوا کریں۔ اس سے جماعت کو معلوم ہوگا کہ وہ کون سے کام ہیں جن کے لئے وہ ذمہ وار ہے اور اُسکا فرض ہے کہ ان کے استقلال اور قیام کے لئے ایثار روپیہ اور وقت خرچ کرنے کی حاجت ہے۔ ایک مختصر سی تعداد کے مجمع میں سالانہ رپورٹ کا سرسری طور پر یا جستہ جستہ مقامات سے پڑھ دینا اس ضرورت کو رفع نہیں کرسکتا۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ جن لوگوں کے سامنے یہ رپورٹ پڑھی جاتی ہے وہ قوم کے ممتاز اور برگزیدہ اصحاب کا مجمع ہوتا ہے تاہم عام احمدی پبلک میں اس کا پہنچنا لازمی امر ہے۔ اگر یہ رپورٹ مستقل طور پر نہ شائع ہو تو کم از کم مدرسہ اور میگزین کی رپورٹ تفصیلی ہونی چاہیئے۔ مدرسہ کو جاری ہوئے کئی سال گذر چکے ہیں مگر اس کی مستقل رپورٹ اگر میرا حافظہ غلطی نہیں کرتا ایک مرتبہ کے سوا کبھی شائع نہیں ہوئی۔ اس مرتبہ بھی جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے کی سعی اور توجہ سے وہ شائع ہوئی تھی۔ پھر اس طرف توجہ نہیں کی گئی۔ قادیان کے تعلیم الاسلام کی رپورٹ بہت سے غیر احمدیوں کو بھی مجبور کریگی کہ وہ اپنے بچوں کو یہاں بھیجیں۔ اور ایسا ہی اس رپورٹ کی متعدد کاپیاں مختلف صوبوں کے مُعزز اور وقیع اخبارات میں بھیجی جاویں۔ جو اسپر مناسب ریویو اور ریمارک کرکے کام کرنے والی جماعت کو مفید مشورے دیں اور پبلک کو ایسی مفید انسٹی ٹیوشن کی امداد کے لئے آمادہ کرسکیں۔ اور خود جماعت کے اندر ایک جوش پیدا ہو کہ اس کی اپنی درسگاہ کیا کام کر رہی ہے اور اس کو زیادہ مفید اور بابرکت بنانے کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ رپورٹ بجائے خود ایک قومی اپیل ہوگی اس کے کارنامے بڑے زور کے ساتھ لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرینگے اس وقت تک بجز ان لوگوں کے جو مدرسہ کے انتظامی امور کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں دوسروں کو بہت ہی کم معلوم ہے کہ ان کے قائم کردہ مدرسہ کے کیا پھل ہیں؟

اس لئے مدرسہ کی مکمل رپورٹ ۱۸۹۸ء سے لیکر ۱۹۰۷ء کے آخیر تک نکلنی چاہیئے۔ ہاں اس رپورٹ کو ایسے طور پر مرتب کرنا کہ وہ رپورٹ سمجھی جاوے ایک محنت اور وقت کو چاہتا ہے اور اس میں خصوصیت سے ان پہلوؤں کو دکھانا چاہیئے جو دوسرے سکولوں اور تعلیم گاہوں کے مقابلہ میں ممتاز ہیں۔ مثلاً لڑکوں کے چال چلن کی نگرانی ان کی اخلاقی اور مذہبی تربیت۔ ملکی معاملات سے ان کی علیحدگی ان کی زندگی کا مقصد جو انھیں سمجھایا جاتا ہے اس قسم کے بہت سے پہلو ہیں جن پر مفصل بحث ہوسکتی ہے اور وہ دوسرے سکولوں سے بالکل نرالی مگر ضروری ہیں۔

مدرسہ کے بعد عظیم الشان شاخ میگزین کی ہے میگزین کی اشاعت کو ساتواں سال شروع ہوگیا مگر آج تک اس کی مفصل رپورٹ بھی روز روشن میں نہیں آئی۔ حالانکہ میگزین کے ذریعہ اشاعت اسلام کا ایک ایسا قابل قدر اور لاانظیر کام ہوا ہے جس کا فخر صرف سلسلہ عالیہ احمدیہ کو ہے۔

ممالک غیر میں اس کے مضامین نے مذہبی دُنیا پر جو اثر پیدا کیا ہے وہ اس قابل نہیں کہ انگلینڈ اور امریکہ کے اخباروں میں ہی رہے یا ایڈیٹر میگزین کے دفتر میں ان کا ذخیرہ رہے بلکہ وہ اس قابل ہے کہ مسلمانوں کو معلوم ہو کہ اس میگزین کے ذریعہ کیا کام ہوا ہے۔ یہی وہ رسالہ ہے جس کو مخالف مسلمانوں نے بھی تسلیم کیا تھا کہ اشاعت اسلام کا اکیلا کام کرنے والا ہے۔ اس کی مفصل رپورٹ بڑی مؤثر اور دلچسپ ہوسکتی ہے۔ رپورٹ میں زیادہ بحث اس کام پر ہونی چاہیئے جو اس کے ذریعہ کیا گیا ہے اور پھر اسی ضمن میں ان تجاویز کا بھی ذکر کردیا جاوے جو اشاعت اسلام کے سلسلہ میں مدنظر ہیں تو اور بھی مفید ہو۔ بہرحال سلسلہ کی ان دو ضروری شاخوں کی مکمل رپورٹ نکلنی چاہیئے اور اگر اب اس کے لئے وقت باقی نہیں رہا تو میں سمجھتا ہوں اگلے سال میں مدرسہ کی دہ سالہ اور میگزین کی ہفت سالہ رپورٹ ضرور شائع ہونی چاہیئے اور یہ اشتہار کا بہترین ذریعہ ہے۔

سالانہ رپورٹ کی اشاعت کی ضرورت پر اس قدر بحث کرنے کے بعد اب مَیں اگلی اشاعت میں انشاءاللہ العزیز ۱۹۰۷ء کی رپورٹ پر مختصر ریویو کروں گا۔

اشاعت اسلام کا سوال

اشاعت اسلام کا سوال بہت قابل توجہ ہے۔ ہم نے یہ کام رسالہ انگریزی کے ذریعہ سے شروع کیا تھا اور بعض چھوٹی چھوٹی کتابوں کی اشاعت کا بھی خیال تھا۔ مگر احمدی جماعت کی توجہ اس کی طرف دلچسپی نہیں رہی۔ اشاعت اسلام کے لئے جو رقم ۱۹۰۶ء میں وصول ہوئی تھی سال گذشتہ میں اس سے کم رقم وصول ہوئی ہے میں تو یہ خیال نہیں کرسکتا کہ ہمارے احباب اس کو غیر ضروری خیال کرتے ہیں کیونکہ خود حضرت امام علیہ السلام نے بڑے پُرزور الفاظ میں اس کی تحریک فرمائی تھی۔ اور اس کو سلسلہ کا ایک اہم مقصد بیان فرمایا تھا۔ چنانچہ اسی بنا پر جو قواعد احمدیہ انجمنوں کے لئے تجویز ہوئے تھے ان میں حضرت امام کی اجازت اور آپ کے حکم سے اشاعت اسلام کے چندہ کو لنگر اور مدرسہ کے چندہ کی طرح ضروری قرار دیا گیا تھا۔ مگر اس کی طرف بھی اکثر احمدی احباب اور احمدی انجمنوں نے توجہ نہیں فرمائی۔ اُردو میگزین کی اشاعت میں جو مقصد مدنظر تھا وہ بھی صرف اشاعت رسالہ انگریزی کو ہی مدد پہنچانا تھا۔ مگر اس کی خریداری میں بھی سال حال میں بہت سی کمی ہوگئی ہے۔ میگزین اردو کی خریداری اور انگریزی کی اعانت دونوں کم ہو جانا بہرحال جملہ احمدی احباب اور احمدی انجمنوں کے لئے قابل توجہ امر ہے کیونکہ اس کا اثر بلاد غیر میں جو اشاعت بذریعہ زبان انگریزی کی جاتی ہے اسپر پڑتا ہے۔ خصوصاً میں ان احباب کو بغیر نام لینے کے ہی توجہ دلاتا ہوں جنھوں نے ۱۹۰۶ء کے ابتدا میں ہمیں بڑی بڑی اُمیدیں دلائی تھیں اگر اس وقت ابتدائے سال میں بڑی بڑی انجمنوں اور ذی مقدرت احباب کی طرف سے زور کی تحریکات اور توجہ کا اطمینان ہو۔ تو ہم ابھی سے اس کارروائی کو وسیع پیمانہ پر شروع کرسکتے ہیں ورنہ سال گذشتہ کی کمی کو مدنظر رکھکر کام کرنا پڑے گا۔ مَیں امید رکھتا ہوں کہ اس تحریک پر کسی عملی کارروائی کی اطلاع ان احباب اور انجمنوں کی طرف سے جلدی مجھے ملیگی۔ جو اشاعت اسلام کے سوال میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور اپنی اپنی جگہ انجمنیں اردو میگزین کی خریداری کی توسیع کے سوال پر بھی غور کرینگی۔ اسی اثنا میں مَیں اس امر کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ انگریزی مطبع کے لئے جو سال گذشتہ میں تحریک کی گئی تھی اس تجویز کو بھی ابھی ملتوی کرنا پڑا ہے۔ کیونکہ جس قدر رقم درکار تھی اس کی چوتھائی کے قریب بمشکل جمع ہوئی ہے اور جس صورت میں اعانت کی رقم میں کمی واقع ہو رہی ہے تو مطبع کے خیال کو بالفعل چھوڑ کر اور اس کے لئے کسی آیندہ وقت کے منتظر رہ کر اس امر کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے۔ جو بہرحال مقدم ہے۔

تازہ وحی

۲۸ر جنوری ۱۹۰۸ء۔ اِنّی معک یا ابراھیم

" " ۔ از خدا یا بندگان خدا۔

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

اس نفاق سے کیا فایدہ؟

جب اجیت سنگھ پولٹیکل قیدی کی حیثیت میں جلاوطن کیا گیا تو ہر فرقہ آریہ اور سکھ نے اس سے علیحدگی کا اظہار کرتا تھا لیکن جب وہ مراحم خسروانہ کی بنا پر رہا ہو کر آیا تو اسے ملکی لیڈر سمجھ لیا گیا اس نفاق سے کیا فایدہ؟ کیا اس نفاق سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ تم میں خود غرضی اور دو رنگی کام کر رہی ہے۔

کانگرس اور قانون اسلحہ

اخبار وکیل نے خوب لکھا ہے کہ قانون اسلحہ کی منسوخی پر کانگرس ابتدا سے زور دے رہی ہے خدانخواستہ اگر اس میں کامیابی ہو جاتی تو ۲۶ اور ۲۷ دسمبر ۱۹۰۷ء کو سورت میں کس قدر ہولناک سین نظر آتا۔ کانگرس کے تمام ڈیلی گیٹس۔ عام تماشائی اور بالخصوص وہ قومی والنٹیر جن کے سوکھے ہونٹ جام شہادت کے لئے بیقرار ہیں خونریز آلات حرب سے مسلح ہو کر نبرد آزمائی کرتے اور مدفن کانگرس خون میں لتھڑے ہوئے لاشوں اور کٹے ہوئے خونچکاں اعضا سے بھر جاتا چشم تصور سے تھوڑی دیر کے لئے کام لو دیکھو کہ کس قدر وحشت ناک اور ہوشربا منظر ہے۔ بیسیوں صدہا کی ہلاک گولیوں بارود کے کثیف دھوئیں اور دھوئیں کی کثیف فضا میں کبھی کبھی چمک جانے والی تلواروں نے کانگرس پنڈال کو مہابھارت کا میدان بنا دیا ہے اس وحشت اور جہالت کے سمندر میں کن کی خون آلودہ لاشیں تیر رہی ہیں؟ انکی جو ہندوستان کو اجانب کی غلامی سے نجات دلانے والے ہیں جو ماڈرن انڈیا کی منتخب ترین جماعت ہے جو مقدس ہندوستان کو رومۃ الکبری کے ہمپایہ دیکھنے کے لئے سخت پریشان ہے۔

انجمن حمایت اسلام میں پھوٹ

ہر چند لاہور کی انجمن حمایت اسلام نام کی حمایت اسلام ہے مگر اس میں بھی شبہ نہیں کہ وہ صوبہ کے مسلمانوں کی تعلیمی حالت میں مدد دینے والی انجمن ہے اور اگر اور کچھ نہیں تو اس نے ایک کالج اور یتیم خانہ اور کچھ زنانہ مدرسے مشنریوں کے مدارس کے مقابل میں کھولکر کچھ کام کیا ہے مگر یہ نہایت ہی افسوس کی بات ہے کہ کچھ عرصہ سے اس میں پھوٹ پڑ رہی ہے اور دو پارٹیاں ہو کر ایک دوسرے کی تذلیل اور تخریب کے درپے ہیں۔ اب ان کے دنگل اجلاس کے کمروں سے نکل کر اخباروں میں مشتہر ہونے لگے ہیں اور انجمن ہی کے بعض ممبر انجمن کے حساب کو مشکوک ثابت کر رہے ہیں میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ یہ خانہ جنگی انجمن کو سخت نقصان رساں ثابت ہوگی اور دونوں پارٹیوں میں سے کوئی ایک بھی اس کے انجام کو نہیں سوچتی۔ اگر اخلاص اور للّٰہیت انجمن کے کارپردازوں میں کام کرتی ہے تو کیوں ایک فریق اپنی ضد نہیں چھوڑ دیتا۔ باوجودیکہ انجمن حمایت اسلام کی کوئی نمایاں اسلامی خدمت ہمارے سامنے نہیں مگر پھر بھی وہ مسلمانوں کی انجمن کہلاتی ہے اس لئے اس کی ابتری کی خبر خوش کن خبر نہیں ہو سکتی بہتر ہے لاہور کے معزز اور معاملہ فہم مسلمان اس قضیہ کو نپٹا دیں اور دوسروں کو ہنسی کا موقع نہ دیں۔

نانک دُکھیا سب سنسار سو سکھیا جس نام ادھار

حضرت باوا نانک علیہ الرحمۃ کا یہ ارشاد ایک امر واقعہ اور صداقت ہے فی الحقیقت دُنیا میں سچی راحت اور حقیقی سکھ کسی کو حاصل نہیں بجز ان لوگوں کے جو اللہ تعالیٰ کے سچے فرمانبردار اور نام لیوا ہیں نہ مال و دولت سے انسان مسرور ہو سکتا ہے اور نہ اولاد اور دوسرے رشتہ دار اس کو راحت پہنچا سکتے ہیں بلکہ حقیقی سکھ محض اللہ تعالیٰ کے ہی فضل پر موقوف ہے اور اس فضل کو اللہ تعالیٰ کی سچی فرمانبرداری جذب کرتی ہے۔ خدا کرے ہم اس کی توفیق پا سکیں اور وہ اسلام ہمیں نصیب ہو جس کا نتیجہ **لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون** ہے۔

انجمن اخوت اسلام

سیالکوٹ میں ایک نئی انجمن نے کتم عدم سے سر نکالا ہے اس کے متعلق غالباً انجمن مذکور کے فنانشل سکرٹری نے ایک مضمون انجمن کے اغراض و مقاصد پر چھپوایا ہے جس میں سب سے پہلے ہی یہ لکھا ہے "انجمن اخوت اسلام پنجاب جس کا انگریزی نام مسلم برادر ہڈ پنجاب ہے ایک خالص تعلیمی جماعت ہے اس کو مذہبی اور ملکی جھگڑوں اور قضیوں سے کچھ سروکار نہیں"

مگر جب مقاصد کا اظہار کیا تو دوسرا مقصد یہ قرار دیا کہ مستند مذہبی کتب کا عربی اور فارسی سے انگریزی میں ترجمہ کر کے انگریزی خوانوں کی دینی حالت کو تقویت دی جاوے اور غیر مذاہب کے حملوں کو لئے ایک مستحکم قلعہ طیار کیا جاوے۔

ناظرین انجمن اخوت اسلام کے فنانشل سکرٹری کی تحریر کو آپ ہی سمجھ لیں ہم تو قاصر ہیں کس قدر افسوس اور اندھیر کی بات ہے کہ یہ لوگ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ اسلام نے **اخوت** پیدا کس طرح کی تھی اگر وہ اس اصول کو پیش نظر رکھیں تو بات بنے مگر یہاں ایک برکت اور نفضل کا نام لے لیا جاتا ہے مگر اس کے حصول کی راہ کو چھوڑ دیا جاتا ہے

ترقی ہے یا پردہ دری

اخبار عام نے لاہور کی ایک عجیب خبر لکھی ہے جو ناظرین کی دلچسپی کے لئے بجنسہ درج کی جاتی ہے اس کو پڑھکر معلوم ہوگا کہ ملک میں اخلاق اور ازادی اور ترقی کی پکار مچانے والوں کی حالت کہاں تک پہنچی ہے۔ کھلے بندوں اپنی لڑکیوں اور بیویوں کو لئے پھرنا اور اس طرح پر نمایش حسن کے جلوے دکھانا کسی صورت میں ترقی کا ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ ہاں ایسی ترقی کا باعث یہ ضرور ہے جو ملک کی اخلاقی حالت پر ایک بجلی گرائے گی ہمارے ہندو بھائیوں کو یہ ترقی شاید راس آجاوے مگر اسلامی دل و دماغ تو اس کے سمجھنے سے بھی قاصر ہیں بہرحال وہ خبر یہ ہے

ترقی کا نمونہ۔ چشم بددور باد! لاہور میں مغربی تہذیب کی ترقی سے متعلق ایک خبر دی گئی ہے جو بہت سے اخبارات میں چکر کاٹ رہی ہے تعلیم یافتہ دیسی شرفا کے بچے مثل یورپینوں کے ہر روز صبح شام۔ آیا کے ساتھ میدانوں میں ہوا خوری کرتے ہیں۔ بعض دلیر حضرات شام کو اپنی اہلیہ کو بگھی گاڑی میں اپنے ساتھ سوار کر کے ہوا خوری کراتے ہیں اور پردہ کا خیال بالکل اُٹھتا جاتا ہے مشرقی طریق شرم و حیا کا بھی بسرعت معدوم ہو رہا ہے اس روز سٹیشن ریلوے کے پلیٹ فارم پر دیکھا کہ ایک معزز اور متمول ہندوستانی کی نوجوان لڑکی اپنے والد کے ہمراہ چہل قدمی کرتی تھی اس کا لباس بالکل فرنگیوں کا سا تھا گون زیب تن اور اونچی ایڑی کی چست گرگابی پاؤں میں پہنے تھی۔ چہرہ بالکل کھلا تھا۔ اتنے میں اس ماہ پارہ نوجوان لڑکی کا خاوند آیا۔ تب وہ لڑکی جھٹ اپنے والد کو چھوڑ کر پیا سے جا ملی۔ اور اسی کے ساتھ چہل قدمی کرتی تھی۔ جن لوگوں کے رشتہ دار لاہور میں ہیں اُن کو تاکید کی گئی ہے کہ خود وہاں جا کر دیکھیں اور اس حالت کی بآسانی تصدیق کریں۔ وہ دیکھیں گے اور ضرور دیکھینگے کہ نوجوان ہورتیں اپنے خاوندوں کے ساتھ شانہ بشانہ نکل کر شام کو ہوا خوری کی غرض سے چہل قدمی کرتی ہیں اور ان کی چہل پہل کیسی بھلی معلوم ہوتی ہے اس کو ہر شخص اپنے دل میں اندازہ کر سکتا ہے تمام قدیم تہذیب اور حیاداری کو خیرباد کہا جاتا ہے۔ یہ وہ زمانہ ترقی اور تبدیلی کا ہے کہ اگر کوئی آدمی از راہ دلیری کے پرانے طریق کو واپس لانا چاہے تو اس کی باتیں محض ہنسی سے اڑائی جائیں گی۔ اس سے بڑھکر کیا ہوگی؟

برٹش حکومت کی برکت

ایک وہ وقت تھا کہ مسلمانوں کو اپنی مسجدوں میں نماز کی اذان تک دینے کی ممانعت تھی یہ سکھوں کا دور تھا مگر آج برٹش حکومت کے نیچے مسجدوں کی حفاظت اور مرمت میں گورنمنٹ ہزاروں روپیہ دیتی ہے شاہی مسجد لاہور کی مرمت کی خاطر نصف لاکھ سے زیادہ روپیہ گورنمنٹ دے چکی ہے اب دہلی کی ایک قدیم اور مشہور مسجد جو شمسی تالاب کے نام سے پکاری جاتی ہے کی مرمت اور حفاظت کے لئے بھی گورنمنٹ پنجاب نے ذمہ اٹھایا ہے۔ اس مسجد کو تاریخی عمارت کی ذیل میں شامل کیا گیا ہے اس کی مرمت گورنمنٹ کریگی اس کے دونوں بغل کے چبوترے اور دروازے بھی بطور یادگار محفوظ رکھے جائیں گے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

تائیدِ حق

تیرے جلوہ کی لائے تاب اتنی کس میں طاقت ہے
تو بےشک ثانیٔ یوسف کہاں اُس کو فضیلت ہے
تیری یہ سادگی دلبر نہیں محتاج زیور کی
خدا نے نور سے اپنے تجھے دی زیب و زینت ہے
لکھوں تعریف تیری مَیں میرا مقدور کیا ہادی
قلم تیرے میں طاقت ہے زباں تیری میں قوت ہے
تیری تحریر کے آگے سبھی تحریریں ناقص ہیں
تیری ہی اک عبارت میں فصاحت ہی بلاغت ہے
تیرے قدموں کے آگے سب سر کو جھکاتے ہیں
خدا نے تجھ کو بخشی آج ایسی شان و شوکت ہے
سکندر اور دارا سے ہیں آگے کانپتے تیرے
تیرا وہ جاہ و حشمت ہے کہ سب پر رعب و ہیبت ہے
تیرا جو ہے عدو اُس کا خدا دشمن یقیناً ہے
مگر جو تیرے گھر میں ہیں خدا کی اُن پہ رحمت ہے
تو ہی ہے عیسیٰ دوراں تو ہی ہے مہدی سلطان
کہ در پر جس کے عاصی کو بھی اب ملتی ہدایت ہے
تو ہی تو اس صدی کا ہے چمکا آج کوکب ہے
کہ جس صاحبقراں نے سب مٹایا شرک و بدعت ہے
وہ حلیہ جو تیرا ہم کو تھا پیغمبر نے بتلایا
وہی یہ قد و قامت ہے وہی یہ پیاری صورت ہے
ہیں تیرے بال سیدھے اور گندم گوں تیری رنگت
تو ہی وہ پاک سیرت ہے زباں میں جس کی لکنت ہے
تیرے ہی ہاتھ نے توڑا نصاریٰ کی صلیبوں کو
بنائیں اُن کو دوبارہ کہاں وہ ان میں ہمت ہے
بہت مدت سے عیسیٰ کو بٹھایا آسماں پر تھا
مگر کشمیر میں تو نے دکھائی اُس کی تربت ہے
وہ لیکھو آتھم و ڈوئی سبھی خنزیر ہیں واللہ
کہ ان کی تیرے ہاتھوں سے ہوئی کیسی ہلاکت ہے
تیری خاطر ہی طاعون نے زلازل نے غضب ڈھایا
مہ و خورشید نے رمضاں میں دی تیری شہادت ہے
عبث ہیں مانگتے تجھ سے نشاں یہ عقل کے اندھے
تیری ہر بات ہی پیارے مسلّم اک کرامت ہے
غرض تعریف تیری یاں قلم سے ہو نہیں سکتی
خدا مداح ہے تیرا بھلا پھر کس کی حاجت ہے
تمنا ہے میرے دل کی تیرے کوچہ میں دم نکلے
بہشتی مقبرہ مدفن ہو گر میرا تو جنت ہے
مگر ہے دل میں یہ خدشہ ہو پوری کس طرح خواہش
ادھر کیسہ زر خالی ادھر ایمان کی قلت ہے
گو اک دن ہر بشر اپنے کئے کا اجر پائے گا
بہ نیت بر مراد آوے یہ مشہور اک کہاوت ہے

دعا کر اے میرے پیارے ترے سایہ میں آ جاوں
تیرے دیدار سے دل کو بتاؤں کیا جو راحت ہے
بشکلِ مرغِ بسمل ہے مرا دل ہجر میں تیرے
جہاں اس دل کو چین آوے تیری وہ پیاری قربت ہے
نہ چھوڑا ہے نہ چھوڑینگے کبھی ہم اپنے دلبر کو
تیری بے سود اے ناصح یہ سب وعظ و نصیحت ہے
کوئی محبوب دُنیا میں نظر اس سا نہیں آتا
خدا نے حسن بخشا ہے عجب جس میں ملاحت ہے
بجز رشکِ قمر کوئی میرے دل کو نہیں بھاتا
کہ اتنی اُس شہِ والا کی دل میں میرے اُلفت ہے
اُسی کے نام کا ڈنکا بجا ہے آج دُنیا میں
اُسی کے حسن کی یارو ہر اک عالم میں شہرت ہے
بھلا کیوں کر نہ ہو یکتا وہ اپنی خوشنمائی میں
یہ اُٹھنا بیٹھنا چلنا بھی جس کا اک نزاکت ہے
ہر اک معشوق کے ظلموں سے روتا ہی نظر آیا
مگر یہ ایسا دلبر ہے کہ جس کی سب پہ شفقت ہے
کسی کی دل آزاری میں وہ راضی ہی نہیں ہرگز
ہر اک سے گفتگو اُس کی وہ ایسا خوش طبیعت ہے
کبھی سنتے تھے حسنِ ترک ہے معروف عالم میں
مقابل پر مگر اس کے اسے بھی سخت غیرت ہے
نگاہیں اور ہی کچھ ہیں ادائیں اور ہی کچھ ہیں
غرض ہر بات میں اس کی انوکھی ہی نزاکت ہے
وہی محبوب خالق ہے وہی محبوب احمد ہے
وہ محبوبِ ملائک ہے مجھے جس سے محبت ہے
مگر علمائے دیں پرواہ نہیں ایمان کی کرتے
زباں پہ اللہ اللہ ہے چھپی دل میں کدورت ہے
بٹھائیں ابن مریم کو فلک پر زندہ برسوں سے
سلائیں مصطفیٰ کو زیرِ پا یہ اُن کی غیرت ہے
کسی کو زندہ بتلائیں جو اب تک ہو رہا باقی
پھر عیسیٰ زندہ ہو کیونکر وہ کیا اس میں فضیلت ہے
وہ ثابت جبکہ مردہ ہے حدیثوں اور قرآں سے
تو پھر ہم سے بھلا ان کی یہ کیوں بیجا شکایت ہے
محمد فوت ہو جائیں جو سب نبیوں سے افضل ہیں
تو باہر موت سے عیسیٰ عجب یہ مولویت ہے
یہ دل سے مانتے ہیں سب مسیحا کی حقیقت کو
بجز اس کے نہیں کچھ پر شرارت ہی عداوت ہے
گئے گذرے ہیں کتے سے حریص نان ایسے ہیں
بھلا مانینگے پھر کیونکر کہ جن کی یہ حقیقت ہے
نہ مانینگے نہ مانینگے خدا بھی خواہ اُتر جائے
یہ اندھے بہرے گونگے ہیں کفر پر استقامت ہے
نہ پوچھو حالتیں ان کی نہیں کچھ ربط دیں سے ہے
یہ ننگے بھگت ہو تا ان کا شکلوں ہی بھی ثابت ہے

زباں سے اور کہتے ہیں عمل کچھ اور کرتے ہیں
منافق ہیں مخالف ہیں ریاکاری سے رغبت ہے
گلہ کیوں ہم سے کرتے ہیں یہ اپنی بدنصیبی کا
انھیں کے شامتِ اعمال کی ان پہ مصیبت ہے
خدا نے ہیں نشاں ظاہر کئے لاکھوں کروڑوں تک
مگر ان میں سے کوئی بھی نہیں صاحب بصیرت ہے
خدایا فضل کر ان پر کہ آخر تیرے بندے ہیں
دلوں کو صاف کر ان کے چڑھی ان پہ غلاظت ہے
بنے ہیں گو مخالف یہ تیرے مہدی و عیسیٰ کے
مگر یہ دشمنی اُس کی صداقت کی علامت ہے
ضروری ہے نبی کے ہوں مطابق بھی مخالف ہوں
سوا اِسکے نہیں ظاہر کبھو ہوتی صداقت ہے
خدایا تیرے کاموں سے ہے قدرت اک نظر آتی
تیری ہر بات میں یارب کوئی نہ کوئی حکمت ہے
تیرا اور تیرے نبیوں کا جہاں میں جو کہ منکر ہو
تو دونوں ہی جہانوں میں برستی اُس پہ لعنت ہے
تیرا دیکھا و شنادہ مسیحا اپنی آنکھوں سے
کہ جس کے دشمنوں پر آج برپا اک قیامت ہے
تیرے جو پاک بندے ہیں انھیں کو ملتی نصرت ہے
مگر جو مفتری ہووے اُسے ذلت پہ ذلت ہے
مقابل پر مسیحا کے تھا نکلا آریہ لیکھو
زمانے پر بھی روشن ہے بنائی اُس کی جو گت ہے
بنا تلوار کا کشتہ تیرا جو جو مخالف تھا
مگر پیارا جو تیرا تھا ابھی تک وہ سلامت ہے
الٰہی کر مدد اپنی دعا آخر مَیں کرتا ہوں
کرم کر تو مسلمانوں پہ آئی ان پہ غربت ہے
مسلماں بھی مسلماں نام کے ہیں یاں نظر آتے
یہ حالت ہر مسلماں کی بنی اب جائے عبرت ہے
ہے مطلب ان کو دُنیا سے مگر ہے دین سے غفلت
تو اپنی روشنی سے دور کر جو ان پہ ظلمت ہے
لگا تھا بوٹا ہاتھوں سے محمد کے نہ ضائع ہو
الٰہی کھا رہا دل کو میرے یہ فکر ملت سب ہے
برائے مصطفیٰ اس پہ تو خود ہی یک نظر فرما
ترحم کر۔ ترحم کر۔ بنی تیرے کی اُمت ہے
دلوں کو پھیر دے انکے مسیحا کی طرف یارب
تو قادر ہے توانا ہے تیری یہ اک عنایت ہے
ارے لوگو۔ چلو جلدی مسیحائے زماں کے پاس
کہ کشتی در پہ اُس کے اب پڑا ایمان و دولت ہے
جلو دار الاماں میں اب اگر تم امن ہو چاہتے
وگرنہ یہ سمجھ رکھو کہ پھر اک روز حسرت ہے
قلم کو بند کر اشرف تجھے اوروں سے کیا مطلب
خدا کا شکر کر تجھ کو ملی توفیق بیعت ہے

کانے دجّال کے صاحب کو ایکسو اسی (۱۸۰) روپیہ انعام

پٹیالہ اور تراوڑی سے ہوتا ہوا جو کانا دجال

نکلا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کا صاحب فی الحقیقت پورا دجال ہے۔ اس لئے کہ دجال کا جو کام بتایا گیا ہے۔ اس کے پورا کرنے میں اس نے کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی۔ بلکہ گالیاں دینے میں تو اس کے بھی کان کترے ہیں۔ دجال کا کام یہ بتایا گیا ہے۔ کہ وہ حق اور باطل کو ملتبس کرکے لوگوں کو گمراہ کریگا۔ اس لحاظ سے مرتد ڈاکٹر نے التباس حق و باطل میں دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا۔ اگرچہ خدائی فیصلہ

حق کی نمایاں فتح

کے رنگ میں ہو کر نہایت شان و شوکت سے اپنے وقت پر ظاہر ہوگا۔ مگر اس دجل و زور کے پتلے کے کانے ٹیٹوے کو توڑنے کیواسطے اس کے دماغ کو سہلانے کی کچھ ضرورت ہے۔ تاکہ کم از کم اس میں سے متعفن مادہ کبر و نخوت کا تحلیل ہونے لگے اور خلق اللہ کو نفع پہنچے۔

مرتد ڈاکٹر نے ایک فصل میں اس عظیم الشان آیت اللہ کو جھٹلانے کے لئے بڑے ہاتھ پاؤں مارے ہیں جو کسوف و خسوف کے رنگ میں سنہ ۱۳۱۲ ہجری میں ظاہر ہوا۔ دار قطنی کی مشہور حدیث ان لمھدینا آیتین الاخرہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق دعویٰ میں وہ زبردست حربہ ہے جس سے دجال کے دجل کا طلسمی بت ٹوٹ جاتا ہے۔ مگر مرتد نے نہایت چالاکی کے ساتھ اپنی تفسیر کے خلاف اسی آیت اللہ کو مشکوک کرنے کی کوشش کی ہے۔ مرتد نے اپنے کانے دجال کے ذریعہ یوز آف دی گلوبس اور حدایق النجوم وغیرہ کا حوالہ دیکر اور ایک نقشہ کھینچ کر بتایا ہے کہ ابتدائے سنہ ہجری سے سنہ ۱۳۱۲ء ہجری تک پچیس یا چھبیس مرتبہ خسوف کسوف بالکل اسی طرح واقع ہوا ہے جسطرح کہ سنہ ۱۳۱۲ ہجری میں ہوا۔ کانا دجال اگرچہ تراوڑی کے کھنڈرات اور پٹیالہ کی گلیوں ہی میں منڈلاتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اور اہل علم کے دروازے تک اسکی رسائی ناممکن معلوم ہوتی ہے تاہم اگر کسی اہل علم نے اسے دیکھا ہوگا اور اس فصل پر نظر کی ہوگی تو اس نے

اسپر تھوک دیا ہوگا

مگر عوام کو علم ہیئت سے بھی چونکہ مذاق نہیں اس لئے کچھ تعجب نہیں کہ کانے دجال کی علم ہیئت کی کتابوں کے نام اور اس کے نقشوں کو دیکھکر مغالطہ کھا جائیں۔ (حالانکہ مرتد خود بھی ہیئت کی ان کتابوں اور بالخصوص کسوف و خسوف کے متعلق حصوں اور نقشوں کو بالکل نہیں سمجھا) اس لئے دجال کی اس چالاکی اور مغالطہ کا راز طشت از بام کرنے کے لئے اس اعلان اور انعام کو شایع کرنے کی ضرورت سمجھتا ہوں۔

پہلا مغالطہ جو کانے دجال نے دیا ہے یہ ہے کہ اسنے ہرگز ہرگز ثابت نہیں کیا۔ کہ جن لوگوں کی اُسنے فہرست دی ہے انہوں نے مہدی موعود ہونے کا دعوے کیا ہو اور یہ اقرار کیا ہو۔ کہ یہ کسوف و خسوف کا نشان میرے لئے ہوا۔ اس لئے مرتد کا پہلا فرض ہے کہ وہ اپنے فہرست کے دیئے ہوئے ناموں میں سے ہر ایک کے متعلق یہ ثابت کرے کہ اس نے فلاں سنہ میں یہ دعوے شایع کیا تھا۔ کہ میں مہدی موعود ہوں۔ اور یہ کسوف خسوف مہدی کے نشانات کے ضمن میں

میرے لئے واقع ہوا ہے

دوسرا مغالطہ یہ ہے کہ ہمارا دعویٰ تو یہ ہے۔ جیسا کہ پیشگوئی کے الفاظ واقع ہوئے ہیں سنہ ۱۳۱۲ ہجری میں جس طرح کسوف و خسوف اکھٹے واقع ہوئے ہیں۔ اسی طرز پر کبھی کسوف و خسوف اکٹھے رمضان کے مہینے میں واقع نہیں ہوئے۔ مگر مرتد اپنی دجالیت کے ثبوت میں ایک فہرست دیتا ہے اور نہیں سوچتا اور سمجھتا۔ کہ میں کس امر کی تردید کر رہا ہوں۔

پس

میں اس اعلان کے ذریعے مرتد اور اس کے مویدین پر اتمام حجت کرتا ہوں۔ کہ اگر وہ ایک ماہ تک کانے دجال کے اس کسوف و خسوف والے نقشہ کو حدیث دار قطنی کی مشہور شرائط کے موافق صحیح ثابت کر دے تو اسکو ایک سال تک پندرہ روپیہ ماہوار بطور انعام دیا جائیگا۔ یہ انعام امرتسری موید مرتد کے ہمرنگ نہیں ہوگا۔ جسکو اس کے امرتسری احباب دیرینہ نے معما سازی اور چیستان فہمی کی خوب مشق کرائی ہوئی ہے۔ اور جب سے اس کی انعامی چیستان کا حل میرے ایک معزز دوست نے کیا ہے۔ وہ کچھ ایسا متحیر اور ششدر ہوا ہے کہ اسے اتنا بھی پتہ نہیں لگتا۔ کہ میں کیا کہتا ہوں۔ اور اسپر دوسروں کے دماغ کا اس کو فکر پڑا ہوا ہے۔ اس کے تنقیہ دماغ کے لئے مرتد ڈاکٹر جس مناسب نسخہ سے چاہیے کام لے۔ مجھکو اس سے کچھ سروکار نہیں۔ البتہ یہ امر ضرور حیرت کی نظر سے دیکھا گیا ہے کہ تراوڑی سے کانا دجال نکل آیا۔ مگر امرتسری موید نے مرتد کی پیٹھ نہ ٹھونکی۔

اگر ایک مہینے کے اندر ایک سے زیادہ اشخاص کامیاب اور مستحق انعام ثابت ہونگے۔ تو مقررہ رقم ان پر تقسیم کر دی جائے گی۔

یہ مضمون ناقص اور ناتمام رہ جائیگا۔ اگر یہ نہ دکھایا جاوے کہ مرتد ڈاکٹر نے اپنی تفسیر القرآن میں اسی کسوف و خسوف کے متعلق کیا لکھا ہے۔ اور وہ یہ ہے (۱۸)

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ ۶۹/۴۴۔ اگر (محمد) بعض باتیں ہم پر بنا کر کہتا۔ ہم اس کا دہنا ہاتھ پکڑ لیتے اور گردن کی رگ کاٹ ڈالتے پھر کوئی بھی ہم میں سے اس کو بچانے والا نہ ہوتا۔ یہی علامات توریت میں جھوٹے نبی کی بیان کی ہوئی ہیں۔ کہ وہ قتل کیا جاویگا۔ اس کی پیشگوئیاں جھوٹی ثابت ہونگی۔ جو الہام کا جھوٹا دعوے کرتا ہے۔ وہ جلد ہلاک ہوگا۔ چنانچہ مقامات ذیل کو دیکھو (استثنا ۱۳ ۱ تا ۵) (استثنا ۱۸ ۲۰ و ۲۲) (یرمیاہ ۲۳ ۲۵ و ۳۲) (یرمیاہ ۱۴ ۱۴ و ۱۵) (یرمیاہ ۱۹ ۱ تا ۱۷) (متی ۷ ۱۵ و ۱۹) (اعمال ۵ ۳۴ تا ۳۹) یہی ابدی صداقت قرآن مجید نے خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق میں پیش کی تھی۔ اور یہی حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے حالات پر صادق آتی ہے۔ کیونکہ آپ کو دعوائے الہام کرتے ہوئے پچیس سال سے زیادہ کا عرصہ ہوچکا۔ جو زمانہ نبوت محمدی سے زیادہ ہے۔ آیات قرآنی و توراتی کے مطابق چاہیے تھا۔ کہ اگر آپ جھوٹے ہوتے تو ابتک آپ اور آپ کے مرید برباد ہو جاتے آپ کی کوئی پیشگوئی سچی ثابت نہ ہوتی۔ آپ پر ذلت اور مصیبت روز بروز زیادہ ہوتی اور کوئی انسان آپ کو بچا نہ سکتا۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ بلکہ آپ کی عزت اور قبولیت روز بروز زیادہ ہے آپ کے مخالف برباد ہوتے جا رہے ہیں۔ اور ذلت پر ذلت اُٹھاتے ہیں۔ آپ کی صدہا پیشگوئیاں پوری ہو چکی ہیں۔ بلکہ آپ کے مریدوں کی بھی صدہا پیشگوئیاں پوری ہو رہی ہیں اور ان کے مخالف ذلت و مصیبت اُٹھاتے ہیں اور زمانہ قریب ہے کہ عالم کا عالم آپ کی طرف جھک جائے۔

(۱۹) وَخَسَفَ الْقَمَرُ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ يَقُولُ الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفَرُّ ۷۵۔ جب چاند گہنا جائے۔ اور شمس و قمر اکھٹے کئے جائیں۔ یعنی سورج گرہن ہو جائے۔ اور انسان کہے گا۔ کہ اب بھاگنے کی جگہ کہاں ہے۔ طبعیات سے ثابت ہے کہ جب چاند اور سورج ایک سیدہ میں جمع ہوتے ہیں۔ یعنی سورج اور زمین کے درمیان چاند آجاتا ہے۔ تو سورج گرہن واقع ہوتا ہے۔ گویا کہ اجتماع شمس و قمر کا ذکر کرنا۔ سورج گرہن کا علمی بیان ہے۔ مگر بعض علماء نے ناواقفیت طبعیات کیوجہ سے اس آیت کے یہ معنی کر لئے کہ جب چاند اور سورج ایک جگہ اکٹھے ہوں ایسا ہونا نہ محض علم طبعیات و نجم کی رو سے باطل ہے۔ بلکہ قرآن بھی اس کی تردید فرماتا ہے۔

لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ ۳۶/۴۰

اور سورج ایسا کبھی نہیں کر سکتا۔ کہ چاند کو جا کر پکڑ لے۔ الغرض چاند گرہن اور سورج گرہن کا ایک مہینے میں واقعہ ہونا مسیح موعود کی قطعی علامت بیان فرمائی گئی ہے۔ جیسا کہ ابن

المنظم سے ظاہر ہے کہ اب جائے گریز کہان ہے۔ یہی مضمون دار قطنی کی حدیث مین پوری تشریح کے ساتھ اس طرح پر بیان ہوا ہے۔ تحقیق مہدی کی تصدیق کے واسطے دو نشان الہی ہین جب سے آسمان و زمین پیدا کئے گئے ہین وہ دونون نشان کسی کی تصدیق کے واسطے نہین ہوئے۔ چاند گرہن اول رات مین ماہ رمضان مین سورج گرہن ہوگا۔ نصف مین ہیئت سے ثابت ہے کہ چاند گرہن تیرھوین اور چودھوین اور پندرھوین تاریخ مین ہوا کرتا ہے اور سورج گرہن ۲۷-۲۸-۲۹ کو چنانچہ حدیث شریف کی تشریح مین مطابق ۱۳۱۲ھ ہجری کے ماہ رمضان مین چاند گرہن تیرھوین کو جو چاند گرہن کی پہلی رات ہے واقعہ ہوا تھا۔ اور سورج گرہن ۲۸ تاریخ کو جو اس کی مدت گرہن کی نصف ہے ظہور مین آیا تھا۔ پس اب بتلاؤ۔ کہ جائے کونسی ہے جیسے زمین و آسمان پیدا ہوئے یہ دو نشان اس ہیئت کے ساتھ سوائے مہدی کے اور کسی مدعی مہدویت کے واسطے نہین ہوئے جیسا کہ حدیث شریف مین صاف مذکور ہے اور اس حدیث سے زیادہ صحیح حدیث بھی کونسی ہو سکتی ہے۔ جو قرآنی آیت کے مطابق اور اس کے مفسر زیادہ زبردست پیشگوئی پر مشتمل ہو۔ اور ۱۳ صدیون کے بعد دعوے مسیح موعود کے زمانہ مین اس کے مطابق ظہور بھی ہو جائے۔ اس حدیث شریف مین مہدی لفظ ہے اور ابن ماجہ و حاکم نے جو انس سے روایت کی ہے اس مین یہ لفظ ہین لا المھدی الا عیسیٰ یعنی عیسیٰ کے سوائے مہدی اور کوئی نہین ہے جس سے ظاہر ہے کہ مہدی اور مسیح موعود ایک ہی شخص ہے چنانچہ حضرت مسیح الزمان مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا بھی یہی دعوے ہے کہ مہدی موعود اور مسیح موعود مین ہی ہون۔ نعمت اللہ ولی کے شعر مین ہے۔ شعر

مہدی وقت عیسیٰ دوران۔
ہر دو را شہسوار مے بینم۔

اب ناظرین خود نتیجہ نکال لین کہ مرتد کانے دجال مین سچ کہتا ہے یا تفسیر القرآن مین۔

راقم علم ہیئت کا مطالعہ کرنی
والا اکبر شاہ خان نجیب آبادی

مدنیۃ العرب

۲۴ر دسمبر ۱۹۰۷ء کو مصر کی انجمن مدراس عالیہ مین عزتلو احمد زکی آفندی نے جو مجلس نظار کے سکرٹری ہین اور جو علمائے مشرقیات کی بین الاقوامی مجلس کے ایک سالانہ اجلاس مین مصر کی طرف سے وکیل ہو کر جا چکے ہین۔ اور جن کا سفر نامہ یوروپ نہایت مقبول ہوا ہے۔ ایک علمی اور تاریخی لیکچر دیا۔ اس لیکچر کا خلاصہ ہم اپنے اخبار کے ناظرین کی دلچسپی کے لئے ذیل مین درج کرتے ہین۔

فاضل لیکچرر نے اول حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانہ خلافت مین تاریخ ہجری کی بنیاد پڑنے کا ذکر کیا۔ پھر عربون کی فتوحات اور ان کی علمی ترقیات کا اجمالی بیان کیا۔ مامون عباسی کے علمی عہد کے بیان مین انہون نے ارسطو کی کتاب السیاسۃ کا ذکر کیا۔ کہ وہ نہایت مشکل سے دستیاب ہوئی تھی۔ اور اس کا عربی مین ترجمہ کیا گیا تھا۔ پھر کہا کہ میرے پاس یہ کتاب موجود ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ایسی نادر کتاب کتب خانہ خدیویہ مین موجود نہین ہے پھر علامہ شریف ادریسی۔ کی بادشاہ راجو کی بے نظیر کتاب نزھۃ المشتاق۔ کا ذکر کیا ہے جو جغرافیہ مین ہے۔ اور جو سسلی کے عیسائی بادشاہ راجو کی سرپرستی مین لکھی تھی انہون نے کہا کہ اس کتاب کا ترجمہ فرانسیسی زبان مین کیا گیا ہے اٹلی کے ایک عالم میشیل اماری نے اس کتاب کے اس خاص حصہ کو اصل مین چھپوایا ہے۔ جو جزیرہ سسلی کے حالات مین ہے۔ نیز اس کا ترجمہ فرانسیسی زبان مین کیا ہے۔ ایک اور عالم نے اس حصہ کو علیحدہ کر کے شایع کیا ہے۔ جو فلسطین کی نسبت ہے۔ پھر کہا کہ یہ افسوس ہے۔ کہ یہ نادر کتاب بھی کتب خانہ خدیویہ مین موجود نہین ہے۔

پھر فاضل لیکچرار نے اس عجیب روایت کا بیان کیا۔ جو ادریسی نے اپنے جغرافیہ مین لکھی ہے۔ اور کتاب جس سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ کلمبس سے پہلے ۴۳۳ھ ہجری مین امریکہ کا خیال عربون کے ذہن مین آیا تھا۔ اور انہون نے امریکہ کی تلاش کا ارادہ کیا تھا۔ ادریسی نے یہ اس زمانہ کا ذکر لکھا ہے جب کہ عربون کی حکومت اسپین اور پرتگال مین تھی۔ اس نے لکھا ہے کہ لشبونہ (یعنی لزبن حال دار الحکومت پرتگال) کے ۸۰ عربون نے جو ایک ہی قبیلے کے تھے بحر ظلمات مین سفر کرنے اور اسکی انتہا معلوم کرنے اور کئے ملکون کا سراغ لگانے کا ارادہ کیا ہے اور اس غرض کے لئے وہ ایک بڑی کشتی مین سوار ہوئے۔ مگر بعض جزائر سے آگے نہ بڑھ سکے۔ کیونکہ راستے مین بلشون کے ایک گروہ نے (جو شکاری پرندے ہین) ان کو گھیر لیا۔ اور ان کو اس قدر تنگ کیا۔ کہ وہ آگے نہ جا سکین۔ لزبن کے جس محلے مین یہ عرب رہتے تھے۔ وہ آج تک درب المغررین کے نام سے مشہور ہے درب کے معنے پھاٹک کے ہین۔ اور ان مغررین لوگون کو کہتے ہین۔ جو اپنے تئین خطرہ مین ڈالدین لیکچرار نے کہا کہ یوروپ کے سفر مین اس مقام کو مین نے دیکھا ہے۔

اس کے بعد فاضل لیکچرار نے اسی واقعہ کے متعلق ایک اور روایت بیان کی جو ادریسی نے اپنی کتاب مین درج کیا ہے اس روایت مین بجائے ۸۰ عربون کے ۸ کی تعداد درج کی گئی ہے اور لکھا ہے کہ یہ سب چچازاد بھائی تھے انہون نے کئی مہینے کا کھانا اور پانی کشتی مین رکھا۔ اور مشرقی ہوا پر ہوا کے رخ پر چل پڑے۔ گیارہ دن چلنے کے بعد وہ ایسے مقام پر پہنچے۔ جہان سمندر کا پانی غلیظ تھا۔ اور روشنی کم تھی۔ یہان ان کو خطرہ محسوس ہوا۔ اس لئے انہون نے کشتی کو جنوب کی طرف چلانا شروع کیا۔ بارہ دن کے بعد وہ ایک جزیرہ مین پہنچے۔ جس مین بکریان کثرت سے تھین۔ مگر ان کا چرواہا کوئی نظر نہین آیا۔

انہون نے ایک بکری کو ذبح کیا۔ مگر گوشت کا مزہ تلخ معلوم ہوا اس جزیرہ سے چلکر بارہ دن تک وہ اور سفر کرتے رہے۔ اس مدت کے بعد ان کو ایک نیا جزیرہ نظر آیا جس مین کھیتی اور آبادی دکھائی دی۔ اس جزیرہ کے باشندون نے یکایک ان کی کشتی کو گھیر لیا اور ان کو کشتی سے اتار کر اپنے جزیرہ مین لے گئے۔ اس جزیرہ کے باشندون کے قد لمبے تھے۔ چہرے گلابی رنگ کے تھے۔ سرون کے بال کندھون پر چھوٹے ہوئے تھے۔ عورتین بھی حسین تھین۔ حسن اتفاق سے ان کو ایک شخص ملگیا۔ جو عربی زبان مین گفتگو کر سکتا تھا۔ اور جو جزیرہ کے حاکم کا ترجمان تھا۔ اسنے حاکم سے ان کا حال بیان کیا۔ حاکم کو ان کے حال پر رحم آیا۔ چند روز اپنے ہان ان کو ٹھہرایا پھر اسکی حکم سے انکی آنکھون پر پٹیان باندھی گئین۔ اور ان کی مشکین کسی گئین۔ اور اس کے ملازمون نے ان کو کشتی پر سوار کیا۔ اور تین دن کے بعد ان کو رات کے وقت خشکی پر اتارا۔ اور اسی حالت مین چھوڑ گئے۔ صبح کے وقت جب سورج نکلا۔ اور لوگون کی آمد و رفت ان کو معلوم ہوئی۔ تو انہون نے اپنی مدد کے لئے لوگون کو بلایا۔ اس پر چند آدمی ان کے پاس آئے اور ان کی مشکین کھولی گئین۔ اور آنکھون پر سے پٹیان اتاری گئین۔ اور ان کا حال پوچھا گیا۔ یہ بربری باشندے تھے۔ ان مین سے ایک بربری نے پوچھا کچھ معلوم ہے کہ یہان سے تمہارا وطن کس قدر دور ہے انہون نے کہا ہم نہین جانتے۔ اس نے کہا دو مہینے سے کم عرصہ کی مسافت نہین ہے اس پر ان عربون کے سردار نے آہ سرد بھر کر کہا۔ وا اسفی۔ یعنی افسوس صد افسوس!!! اسی روز سے بندرگاہ کا نام اسفی مشہور ہو گیا۔ آج کل یہ بندرگاہ مراکو کے مغرب مین ہے۔ اور اس کا نام بگڑ کر۔ سافی ہو گیا ہے۔

یہ روایت بیان کرنے کے بعد فاضل لیکچرار نے ایک نقشے کی طرف اشارہ کیا۔ جو دیوار پر آویزان تھا۔ اور عربون کے سفر کی اسطرح تشریح کی کہ وہ اول بخط مستقیم مغرب کی جانب چلے پھر انہون نے جنوب کی طرف رخ کیا جس جگہ سمندر کا پانی ان کو غلیظ دکھائی دیا۔ یہ وہ موقع ہے۔ جہان کی نسبت افلاطون نے کہا ہے۔ کہ ایک براعظم اٹلانٹا۔ کے نام سے یہان آباد ہے۔ پھر سمندر مین غرق ہو گیا اور بحر ظلمات کا نام اٹلانٹک اسی براعظم کے سبب سے رکھا گیا ہے۔ پانی کے غلیظ ہونے کی وجہ یہی تھی۔ کہ یہان خشکی کا ایک بہت بڑا حصہ غرق ہو چکا تھا۔ آج کل بھی

اس موقع پر پانی گندلا معلوم ہوتا ہے اور اس کی سطح پر گہر چھائی رہتی ہے اس کہر کے سبب سے اکثر جہاز ٹکرا جاتے ہیں سب سے پہلے وہ مجمع الجزائر سعد کے کسی جزیرہ میں پہنچے جہاں آج کل بھی بکریاں کثرت سے ہوتی ہیں۔ اور جہاں کے باشندے کھالوں کی تجارت کرتے ہیں۔ یہ جزیرہ جس میں اول اول پہنچے۔ غالباً جزیرہ اسو دتھا۔ پرتگیزوں نے بھی اس جزیرہ کے قریب وحشی پرندوں کا ہجوم دیکھا۔ جیسا کہ عربوں کو دکھائی دیا تھا۔ یہاں سے چل کر وہ مجمع الجزائر مڈیرا میں پہنچے۔ جہاں کے باشندے اب بھی سرخ و سفید ہوتے ہیں مڈیا کے معنے پرتگیزی زبان میں لکڑی کے ہوتے ہیں۔ ان جزائر میں کشتیاں بنانے کی لکڑی کثرت سے دستیاب ہوتی ہے اور اسی لئے ان کا نام رکھا گیا۔

فاضل لیکچرار نے کہا۔ یہ سچ ہے کہ لزبن کے عرب امریکہ نہیں پہنچ سکے۔ مگر یہ بھی کچھ کم بات نہیں ہے۔ کہ ایک جدید ملک کا خیال اُن کے دلوں میں آیا اور اس کے معلوم کرنے کے لئے انہوں نے اپنے تئیں خطرہ میں ڈالا گو کہ وہ کامیاب نہ ہوئے اس کے بعد جب کلمبس نے یہ خیال لوگوں پر ظاہر کیا۔ تو اُن عربوں کی طرح اس کو بھی لوگوں نے دیوانا بتایا۔

اس کے بعد لیکچرار نے اُندلس میں عربوں کی سلطنت پھر اُن کے اُس ملک سے نکالے جانے کا ذکر کیا۔ اور کہا کہ چارلس دوم نے جب عربوں کے نکالے جانے کے بعد ملک کو ویران پایا تو ابن عوام اندلسی کی اس کتاب کا ترجمہ اندلسی زبان میں کرایا جو علم زراعت میں ایک نادر کتاب سمجھی جاتی ہے۔ اور اہل ملک کے سامنے وہ ترجمہ یہ بات کہکر پیش کیا۔ کہ اگر عرب یہاں موجود نہیں ہیں۔ تو ان کی یہ نادر یادگار تو موجود ہے۔ تم لوگ اس پر غور کرو۔ اور اپنے ملک کو سرسبز اور شاداب کرنے کی کوشش کرو۔ پھر لیکچرار نے کہا۔ کہ اسی زمانہ میں اندلسی عربوں میں سے جو اس ملک میں سے نکال دیئے گئے تھے۔ ایک عرب اس ملک میں باقی رہ گیا تھا۔ جو رات دن عربوں کے اس ملک میں واپس آنے کے خواب دیکھا کرتا تھا۔ امریکہ کے دریافت ہو جانے اور اسپین کے جنگی جہاز میں ملاح بن کر نوکری کر لی اور وہ توپوں اور بندوقوں کے بنانے اور چلانے اور جہاز رانی اور بحری جنگ کا فن چپ چاپ سیکھتا رہا۔ جب وہ ان فنون میں کامل ہو گیا۔ تو اس نے ٹیونس میں آکر پناہ لی۔ ٹیونس کے کنارے جاتا۔ اور باشندگان اُندلس لوٹ کر واپس چلا آتا تھا۔ کہ ایک لڑائی میں اتفاقاً وہ زخمی ہوا۔ اور اس سبب سے صاحب فراش ہو گیا۔ اسی زمانہ میں اُسنے ایک کتاب ان جنگی فنون پر لکھی جو اسنے اسپین کے جہاز پر سیکھی۔ یہ کتاب اس نے اسپین کی زبان میں لکھی تھی۔ مگر ایک شخص نے جو شمالی افریقہ کے مسلمان فرمانروا کا ترجمان تھا۔ اس کا ترجمہ عربی زبان میں کر دیا۔ اس کتاب کا نام وو کتاب العز والمنافع فی المجاہدین فی سبیل اللہ بالمدافع" ہے۔ لیکچرار نے کہا کہ سنہ ۱۹۰۴ء میں حسن اتفاق سے یہ نادر قلمی کتاب مجھ قسطنطنیہ میں ملی۔ میں نے ساٹھ پونڈ خرچ کرکے اس کتاب کے صفحات کا عکس فوٹو لیتھوگرافی کے طریقے سے تیار کرایا۔ یہ کہکر لیکچرار نے اس کتاب کو حاضرین کے سامنے پیش کیا۔ اور کہا کہ اس کا ایک نسخہ قسطنطنیہ میں اور ایک وائینا میں موجود ہے اور دو نسخے الجزائر میں ہیں۔ اس شخص کا نام جس نے یہ کتاب تصنیف کی "ابن غانم" تھا۔ اس شخص کا نام جسنے اس کا ترجمہ عربی زبان میں کیا ابن قاسم اندلسی تھا۔ اس کتاب میں بہت سی ریاضی شکلیں اور نقشے ہیں۔ جو ابن ذکریا اندلسی کے ہاتھ کے بنائے ہوئے ہیں۔ جہاز رانی اور بحری جنگ اور آتش فشاں ہتھیاروں سے کام لینے کے طریقے اس کتاب میں نہایت شرح و بسط سے بیان کئے گئے ہیں۔

یہ خلاصہ اس لیکچر کا ہے۔ جو احمد زکی آفندی نے مصر میں دیا ہے۔ اور جو مصر کے اخبارات میں چھپا پا گیا ہے میں نے خود بھی سر سید مرحوم کی زندگی کے اخیر زمانہ میں ترجمہ کرکے لکھی تھی۔ اور اسپر ایک مضمون تحریر کیا تھا۔ بلاشبہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب اندلس کے دلوں میں ایک جدید اور نامعلوم ملک کا خیال آیا تھا اور وہ اس کے دریافت کرنے کے درپے ہوئے تھے۔ کچھ عجب نہیں ہے۔ کہ یہ روایت یوروپ میں مشہور ہو گئی ہو۔ اور کلمبس کو اسی روایت نے امریکہ کے دریافت کرنے پر آمادہ کیا ہو۔ اگر اندلس میں عربوں کی سلطنت قایم رہتی۔ تو کسی زمانہ میں وہ ضرور امریکہ کو دریافت کر لیتے۔ اور وہاں بھی اسلام کا علم بلند کرتے۔ مگر کسی نے سچ کہا ہے۔ تدبیر کند بندہ و تقدیر کند خندہ۔

(از علی گڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ)

خبرونکا گلدستہ

دنیائے اسلام کی خبریں

جدہ کی خبروں سے پایا جاتا ہے کہ ایام حج میں روزانہ دو سو حاجی مرض ہیضہ سے تلف ہوتے رہتے ہیں۔ اور اب مرض کا اس قدر زور ہو گیا ہے کہ روزانہ پانچسو اموات تک نوبت پہنچ گئی ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنے عاجز بندوں پر رحم فرمائے۔

مدینہ منورہ میں عین الزرقہ نامی نہر کا پانی استعمال کیا جاتا ہے۔ مگر دولت علیہ کو معلوم ہوا ہے۔ کہ صحت کے مضر ہے اس لئے سلطان المعظم نے چار ہزار لیرہ اسکی اصلاح کے لئے منظور کیا ہے تاکہ اسباب مضر صحت کو دور کیا جاوے۔

اخبار ترجمان روای ہے کہ پچھلے دنوں قبایل عرب کے شیوخ نے ایک عام جلسہ کرکے ایک عرضداشت بابعالی میں اس مضمون کی ارسال کی ہے کہ ہمارے لڑکوں کو ورکشاپ میں کام سیکھنے کے لئے بھرتی کیا جاوے اور انہیں مفید پیشے سکھائے جائیں۔

طہران میں جرمن بنک قایم کرنے کی تجویز فی الحال معرض التوا میں پڑ گئی۔

ایران کی حسب درخواست گورنمنٹ فرانس نے ایک فرانسیسی انسپکٹر مال کو مالیہ ایران کو از سر نو ترتیب دینے کے لئے بعہدہ مشیر مال مقرر کیا۔

کابل کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر صاحب اور ان کے مشیر عہد نامہ روس و برطانیہ کی شرائط پر غور کر رہے ہیں۔ اور کابل میں سب لوگوں کو اس عہد نامہ کی کیفیت سے آگاہی ہو گئی ہے۔

تیونس۔ تیونس کی حکومت نے ایک اعلیٰ افسر کو مصر میں اس غرض سے بھیجا ہے۔ کہ وہ یہاں کے زراعتی اور مالی حالات پر غور کرے اور مفید تحقیقات کرکے واپس جائے۔ تاکہ پھر اس کی معلومات میں سے مناسب امور پر ٹیونس میں بھی عمل ہو۔ (اللواء)

ایران کی حالت:۔ اخبار ٹائمز کی خبریں پڑھ کر ایران کی حالت جس قدر افسوسناک معلوم ہوتی تھی۔ تازہ ایرانی ڈاک نے وہ خیال دور کر دیا۔ اور معلوم ہوا کہ ہمعصر ٹائمز نے محض ہول دلانے کے لئے اتنی خراب حالت لکھ دی تھی (")

دولت علیہ کی بحری طاقت:۔ حال میں تین تارپیڈو کشتیاں جو کہ دولت علیہ نے فرانس کے کسی کارخانے سے بنائی تھیں۔ بہمہ جہت مکمل ہو کر آستانہ علیہ میں آگئی ہیں۔ اور ان کے نام درمین تاب در ملاطیہ در اور "فرات" ہیں۔ ان کے ابنائے شاخ زرین میں داخل ہونے کا شاندار جلسہ ہوا۔ اور تمام اُمرا اور عمائد اور بحری افسر وہاں موجود تھے۔ یہ نظارہ بڑا دلچسپ تھا۔ (المؤید)

سلطانی فیاضی:۔ دولت عالیہ نے ایک لاکھ پونڈ کا غلہ گندم مزازمین میں اعانتاً تقسیم فرمانے کے لئے اس قدر رقم منظوری دی ہے (اللواء)

مرمت نہر:۔ مدینہ منورہ میں جس نہر سے پانی جاتی ہے۔ اس مجاری میں خرابی آجانے سے اس کی مرمت ہو رہی ہے اور چندہ جمع ہو رہا ہے۔ (")

سارے جہان سے بہتر دارالاماں ہمارا
دارالاماں ہمارا جنت نشاں ہمارا

یہ شعر ہمارے سلسلے کے کسی جوشیلے بھائی کی زبان سے نہیں بلکہ دل سے نکلا ہے شعر کیا ہی حقیقت الامر کی سچی تصویر کھینچی ہے جس کی صداقت پر وہ مہر لگا سکتا ہے کہ جو دارالامان میں چند دن گذارے ہم اگرچہ قادیان میں عرصہ سے آنے والے ہیں مگر بدقسمتی سے ہم کو دو یا ڈیڑھ دن سے زیادہ رہنے کا موقعہ کبھی بھی میسر نہیں آیا ہے۔ اگرچہ وہ عرصہ بھی حقیقت شناس نکتہ رس کے لئے فایدے سے خالی نہیں ہوتا مگر تاہم جس قدر زیادہ رہا جاوے زیادہ لطف زیادہ ذوق زیادہ سرور ہی حاصل ہوتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ یہ موسم جو موسم سرما ہے ہمارے لئے نہایت ہی مبارک موسم آیا کہ جس میں ہم کو خوش قسمتی سے تین بار دارالامان جیسے سرزمین میں حاضر ہونے کا شرف حاصل ہو گیا۔ گویا کہ تین موقع تبدیلی کرنے کے لئے میسر آ گئے گو ہر ایک شجر کے لئے موسم بہار ہی نیا جوبن دکھلانے اور نئے خلعت کو زیب بدن کرنے کا موقع ملتا ہے۔ جس میں کہ وہ اپنی پرانی پوشاک سے نفرت کرکے اُس کو اُتار پھینکتے ہیں جس کی آخر درگت یہ ہوتی ہے کہ وہ جو ایک وقت میں زیب و زینت کا کام دیتے تھے وہ اب ایسی کس مپرسی کی حالت میں ہو گئے ہیں کہ لوگ اُن کو پیروں کے نیچے کچلتے پھرتے ہیں اور کہ جو بالآخر آگ میں جلانے پر کام آتے ہیں۔ مگر ہم کو اللہ تعالیٰ نے ایک موسم میں تبدیلی کے تین ایسے نایاب موقعے دئے کہ بابدو شاید۔ اگر اب بھی باوجود ایسی نعمت پانے کے ہم اس سے محروم رہیں تو ضرور بضرور ہماری بدقسمتی اور کم ہمتی پر دال ہے۔ پھر الانسان مرکب من الخطائے والنسیان اکثر ایسا ہوتا ہے کہ غور اور توجہ سے کام نہیں لیا جاتا اور اکثر اغماض کیا جاتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے بغیر کوئی کام نہیں چل سکتا مگر فضل کو جذب کرنا بھی ہمیں لازم ہے اگر ہم ایسے ہو جاویں کہ فضل الٰہی کے جذب کرنے کی تدابیر چھوڑ دیں تو ضرور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم فضل الٰہی سے محروم ہو جاویں گے اور اگر خدا کی نعمتوں کی قدر کرتے ہوئے اُن تدابیر پر بھی عملدرآمد کریں گے تو بہت کچھ فایدہ حاصل کرینگے۔

اس مبارک موسم میں ہم کو تیسری بار خدا کے فضل و احسان سے ۳۔ یا چار ہفتے رہنے کا موقعہ نصیب آ گیا جس سے ہم کو یہ اندازہ لگانے کا اچھا خاصہ وقت مل گیا کہ دارالامان کی زندگی دراصل بے نظیر زندگی ہے۔ ہم جب اپنے خاص مقام زندگی اور یہاں کی زندگی کا مقابلہ کرتے ہیں تو ہمارا دل بے اختیار بول اُٹھتا ہے کہ ؎

سارے جہاں سے بہتر دارالاماں ہمارا
دارالاماں ہمارا جنت نشاں ہمارا

یہاں کا رہنا دراصل نکتہ شناس کو بہت کچھ سوجھا دیتا ہے وجہ یہ کہ یہاں کا کوئی لحظہ اور کوئی دم ذکر اللہ سے خالی نہیں ہے۔ یہاں رات اور دن کا پتہ ہی نہیں لگتا کہ کدھر جلتے ہیں۔ پہلے تو ہم حیران ہوا کرتے تھے کہ کس طرح یہ محسوس کیا جاتا ہے کہ رات اور دن کا پتا لگانا مشکل ہوا کرتا ہے مگر اب پتہ لگا کہ ضرور بضرور ایسا ہوا کرتا ہے۔ کہ نہ رات کا پتہ لگتا ہے اور نہ دن کا۔

ہم جب رات کو سونے کے لئے بستر پر جاتے ہیں تو خدا کا ذکر ہی ہر چہار طرف سے سُنتے ہوئے سوتے ہیں جب صبح سویرے منہ اندھیرے اُٹھتے ہیں تو اُس وقت بھی ہر طرف سے یہی صدائیں آتی ہیں گویا کہ یہ جگہ ایک ایسا چمن بے نظیر بنا ہوا ہے کہ جس میں ہر طرف پرندے چہچہا رہے ہیں۔

صبح کی نماز کے بعد مہمان خانہ میں حکیم فضل الدین صاحب کا درس عجیب لطف دیتا ہے۔ مولانا حکیم الامۃ کا سارے دن فیض کا دروازہ کھلا رہتا ہے۔ مولانا کی عجیب و غریب باتیں سُنتے سُنتے ہی نماز ظہر کا اور پھر عصر کا وقت آ جاتا ہے۔ ظہر اور عصر کی نمازوں میں اکثر حضور انور مسیح موعود علیہ السلام تشریف لا کر دیدار سے مشرف کرتے ہیں اور پاک نصیحتوں سے روحانی بیماروں کا تسلی بخش علاج کرتے ہیں۔ نماز عصر کے بعد مسجد اقصیٰ میں درس قرآن مجید سے جو جو دُرِ بے بہا حکیم الامۃ عطاء کرتے ہیں اُن کا بیان کرنا موجب طول طویل ہے۔ اس مبارک درس کے تھوڑی دیر بعد ہی نماز مغرب ہوتی ہے اُس کے بعد اور پھر عشاء کی نماز کے بعد تک کوئی ایسی جگہ اور کوئی مقام یہاں کا نہیں دیکھا جاتا کہ جہاں ذکر اللہ نہ ہوتا ہو۔

گویا کہ دارالامان کے در و دیوار سے ہی ذکر اللہ کے آوازے آ کر عاشقان الٰہی کو لذت اور سرور سے بھر دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ بہتوں نے یہاں کی زندگی میں ہی اپنی بہتر دیکھی ہے اور دُنیا کے سب تعلقات کو چھوڑ چھاڑ کر یہیں کے ہو رہے ہیں۔ اس میں شک نہیں ہے کہ ان کی یہ ہمتیں بڑی ہی قابل قدر اور قابل تقلید ہمتیں ہیں جن پر گویا خدائی رنگ چڑھ گیا ہے اور فی الحقیقت انھیں لوگوں نے دین کو دُنیا پر مقدم رکھنے کا راز سمجھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب میں توفیق پیدا کرے کہ ہم ان کے جیسے اپنے دل بناویں اور خدا کے مسیح علیہ السلام کے ایسے ہی تابعدار بنیں جیسا کہ حق تابعدار بننے کا ہے۔

بالآخر یہ عرض کر دینا بھی بیجا نہ ہوگا کہ اگر دُنیا میں جنت کا کوئی جگہ زندہ نمونہ ہے تو وہ دارالامان قادیان ہے۔ پھر افسوس ہم پر جو اس نعمتِ غیر مترقبہ سے ایسے دور و مہجور رہتے ہیں کہ مدتوں یہاں نہیں آتے اور اگر آتے ہیں تو آج آئے اور کل یا پرسوں چل دیئے۔ یہ نعمت جو ہم کو خدا نے دی ہے اس سے ایک جہان بے خبر ہے بے نصیب ہے اور بہت سے مر کر اس سے محروم گئے ہم کو تو چاہئے کہ اس کی پوری قدر کریں اس سے پورا فایدہ حاصل کریں۔ مگر آہ! صد آہ! ہم میں بہت کم ہیں جو اس طرف توجہ کرتے ہیں اگرچہ اُن کے کان شنوا تو ہیں پر سُننے سے پہلوتہی کرتے ہیں۔ آنکھیں بینا بھی ہیں مگر پھر بھی نہیں دیکھتے۔ اور تو اور رہا اگر اپنے پیارے بچوں سے حقیقی محبت اکرموا اولادکم کو زیر نظر رکھکر کرتے تو یہاں سے بڑھکر اُن کو تعلیم دینے کا موقع اور کوئی جگہ نظر ہی نہ آتی مگر کس سے کہیں اور کس کے آگے روئیں کہ خدا کا مسیح علیہ السلام تو بچوں پر اس قدر شفقت کرے کہ اُن کی خاطر ایسے سامان مہیا ،کرے مگر قوم ہے تو اُس کی قدر نہیں کرتی اور اُس سے فایدہ نہیں اُٹھاتی اس میں شک نہیں کہ بہت سے ایسے بھی ہیں جنھوں نے بچوں سے سچی محبت کی ہے اور خدا کے مسیح علیہ السلام کی اس شفقت کی قدر کی ہے جو حضور نے مدرسہ بنانے کے ذریعہ سے کی ہے مگر ایسی بہت ہی کم ہیں۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہم کو توفیق دے کہ ہم سب مِل کر خدا کے مسیح موعود علیہ السلام کے پاک ارادوں کی قدر کر کے اُس سے فایدہ اُٹھاویں اور دین کو دُنیا پر مقدم رکھنے کے عہد میں پورے اُتریں یا اللہ! ہماری تمام کمزوریوں کو دور کر دے اور ہم کو اپنے حکموں پر عملدرآمد کرنے کی توفیق اور طاقت بخش دے آمین ثم آمین۔ فقط (خاکسار محمد حسین حال وارد دارالامان قادیان شریف)

کون رہبر ہو سکے جو خنجر بکف لگے

پولیس رعایا کے جان و مال اور آبرو کی محافظ ہے اور امن عامہ کا قیام اس کے فرایض میں داخل ہے مگر بعض اوقات اس سے ایسی حرکات سرزد ہوتی ہیں جو نہایت شرمناک اور قابل نفرین ہوتی ہیں جہلم میں ایک پولیس آفیسر کی شرمناک کرتوت کا ایک راز افشا ہوا ہے کہ گیان چند ڈپٹی انسپکٹر پولیس بشنداس سارجنٹ کے گھر موقع پاکر ارتکاب زنا کے لئے پہنچا۔ بشنداس کو معلوم ہونے پر اُس نے حکمت عملی سے اس کو گرفتار کرا کر محکمانہ سزا دلائی چنانچہ ۱۱ جنوری سنہ ۱۹۰۸ء سے اُسے موقوف کیا گیا ایسی خبیث الفطرت ہرگز اس قابل نہیں ہوتے کہ لوگوں کے مال و جان اور آبرو کے محافظ ہوں۔

نوٹ:۔ اشتہارات اس اشاعت میں شایع نہیں ہو سکے (ایڈیٹر)